Montgomery

رجسٹرڈ ایل نمبر

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

فاروق

قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۳۷ء | نمبر

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو پاؤں میں درد کی پھر کسی قدر تکلیف ہوگئی۔ اور سر درد کی بھی شکایت رہی۔ احباب دعائے صحت کریں۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

(۳) ولادت باسعادت

عالیجناب ... صاحبزادہ

میاں محمد احمد خاں کے ہاں خدا تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا اس مبارک تقریب کی خوشی میں تمام دفاتر صدر انجمن میں تعطیل کیگئی ہم اس ولادت باسعادت پر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان حضرت نواب صاحب قبلہ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ مولود مسعود حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کا نواسہ اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحب کا پوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمر دراز کرے۔ اور دین کا مخلص خادم بنائے۔ آمین۔

(۴) فاروق کا یہ پرچہ خدا کے فضل سے بائیسویں سال کا پہلا نمبر ہے۔ اکیسویں جلد ختم ہوکر اس ماہ سے فاروق کا نیا سال بائیسویں جلد شروع ہوئی ہے۔

"الیکشن" یا امتحانِ عقلِ انسانی

(از جناب ظریف لکھنوی)

ہوائے مغربی ہے تجھ میں کتنا جذبِ پنہانی
سمندر پھاند کر اک لہر ایسی ہند میں آئی
نئی تہذیب تو نے حافظہ پر کیا اثر ڈالا
... آزادی

دھرم ہندو کا غائب اور مسلماں کی ...
پہنچ کر جس نے ٹھنڈا کر دیا سب جوش
کہ یاد آتے نہیں بھولے سے بھی احکام
ابھی تھوڑی سی بڑھنے پا

... برسوں ...
نظر باز و جوانی ہوگی اس کی دید کے قابل
مساوات اس کو کہتے ہیں نئی تعلیم کیا کہنا
نہیں معلوم کس مٹی سے پیدا ہوگئے لیڈر
جدھر دیکھو ادھر اک انجمن سازی کا طوفاں ہے
بجائے خود الیکشن کم نہ تھا کچھ میونسپلٹی کا
یہ معجون مرکب ہند کو کیا نفع بخشے گی
سیاست کے سمندر میں تموج ہے تلاطم ہے
بچائے ڈوبنے سے کشتیٔ اسلام کو یارب
مسلمانوں کے حق میں یہ الیکشن اک مصیبت ہے
الیکشن کا مفاد قوم کا اپنے تحفظ ہے

... کہ یکساں ہوگئی ...
پھدکتے پھرتے ہیں ہر سو ہمیں ...
جتھے بندی سے ہر گوشہ میں پیدا
اب اس پر اور طرّہ کونسلوں کی
کہ ترکیب اس کی انگریزی ہے اور اج
الٰہی خیر کرنا سر سے اونچا ہو گ
ہوائیں چل رہی ہیں ہے تلاطم خیز
جہاں تعلیم کی قلت جہالت
الیکش ... فقط اک

جلد ۲۲ نمبر ۱ مورخہ ۷ اپریل ۱۹۳۷ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن

امریکہ کے ڈوئی الیاس اور لنڈن کے پگٹ مسیح کی ہلاکت

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

۱۹۰۲ء میں ایک شخص جان الگزنڈر ڈوئی نے امریکہ سے یہ دعویٰ کیا۔ کہ میں مسیح ناصری کی طرف سے الیاس رسول بن کر آیا ہوں۔ تاکہ دنیا کو مسیح اسرائیلی کی خدائی کی دعوت دوں۔ اور اس نے اپنا ایک نیا شہر صیحون نام سے آباد کیا اور کہا۔ کہ اس شہر میں عنقریب مسیح ناصری نازل ہوگا۔ اور حماقت سے یہ پیشگوئی کی۔ کہ اگر مسلمان عیسائی مذہب کو قبول نہ کریں گے۔ تو وہ سب کے سب ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ علاوہ ازیں وہ اسلام کی توہین اور ہتک نہایت بے باکی سے کرنے لگا۔ تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ستمبر ۱۹۰۲ء میں اسے انگریزی میں ایک چٹھی کے ذریعہ اپنے مقابلہ کے لئے چیلنج دیا۔ اس نے اس چٹھی کا اپنے تمرد سے کوئی جواب نہ دیا۔ تو حضرت مسیح موعودؑ نے اگست ۱۹۰۳ء میں ایک دوسری چٹھی اس کے نام اخبارات کے ذریعہ شائع کی۔ جو درج ذیل ہے۔ الیاسی لنڈن میں مسٹر پگٹ ایک عیسائی نے انہی ایام میں یہ دعویٰ کیا۔ کہ میں خداوند مسیح ہوں۔ یعنی مسیح اسرائیلی نے جو دوبارہ آنا تھا۔ وہ میں ہوں۔ ان دونوں کی ہلاکت کی پیشگوئی مسیح محمدی نے کی۔ جو ولایت کے تمام اخبارات میں شائع ہوئی۔ اور وہ یہ ہے۔ جس کے مطابق دونوں مفتری حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی ہلاک و برباد ہوگئے۔ اور نام و نشان نہ رہا۔

(ایڈیٹر)

ایک پہلو کا کرشمہ دیکھکر ان کو خدا سمجھنے لگتے ہیں۔ اور دنیا میں مخلوق پرستی اسی وجہ سے آئی ہے۔ اور صدہا انسان اسی دھوکا سے خدا بنائے گئے ہیں۔ مگر ہمارے اس زمانہ میں جسقدر عیسائیوں کا وہ فرقہ جو حضرت مسیح کو خدا جانتا ہے۔ اس دھوکا میں مبتلا ہے۔ اسقدر کوئی اور قوم مبتلا نہیں۔ مسیح سے صدہا برس پہلے جو لوگ خدا بنائے گئے تھے۔ جیسے راجہ رام چندر۔ راجہ کرشن۔ گوتم بدھ، ہمارے اس زمانہ میں ان کے پیرو متنبہ ہوتے جاتے ہیں۔ کہ یہ ان کی غلطیاں تھیں۔ مگر افسوس حضرت مسیح کے پیرو اب تک اس زمانہ میں بھی خواہ نخواہ خدائی کا خطاب ان کو دے رہے ہیں۔ اگرچہ اس خیال کا بطلان ایسا بدیہی تھا۔ کہ کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی۔ مگر افسوس کہ عیسائی ابھی تک اس زمانہ کی ہوا سے بھی دور بیٹھے ہیں۔ بلکہ بعض لوگوں نے جب دیکھا۔ کہ ایسے لغو خیالات کا زمانہ ہی دن بدن مخالف ہوتا جاتا ہے۔ تو انہوں نے اپنے معمولی طریقوں سے مایوس ہو کر یہ ایک نیا طریق اختیار کیا۔ کہ کوئی ان میں سے الیاس بن گیا۔ اور کسی نے یہ دعویٰ کر دیا۔ کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ اور میں ہی خدا ہوں۔ اس مجمل فقرہ سے مراد میری یہ ہے۔ کہ لنڈن میں تو مسٹر پگٹ نے خدائی اور مسیحیت کا دعویٰ کیا۔ اور امریکہ میں مسٹر ڈوئی الیاس بن بیٹھے۔ [illegible] مریم پچیس ۲۵ برس تک

[illegible] دنیا [illegible] ہے۔ کہ دونوں نے تو بزدلی دکھلائی۔ اور الیاس بننے میں بھی اپنی پردہ دری سے ڈرتا رہا۔ اور مسیح نہ بنا۔ بلکہ مسیح کا خادم بنا۔ اور پگٹ نے بڑی ہمت دکھلائی۔ کہ خود مسیح بن گیا نہ صرف مسیح بلکہ خدا ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔ اب لنڈن والوں کو کسی بیماری آفت کا کیا اندیشہ ہے۔ جن کے شہر میں خدا اترا ہوا ہے۔ مگر میں نے سنا ہے۔ کہ لنڈن میں کچھ یہودی بھی رہتے ہیں۔ اس لئے بیشک یہ اندیشہ ہے۔ کہ ان کو طبعًا یہ خیال پیدا ہو۔ کہ یہ تو وہی مسیح ہے۔ جو صلیب سے بوجہ غشی کے غلط [illegible] ہے۔ الودعہ ہو جاتی ہے۔ [illegible] بے خبر ہو جاتی ہے۔ جو انسان [illegible] کی اصل غرض ہے۔ تب خدا کی رحمت [illegible] ہے۔ کہ ایک کامل الفطرت انسان کو [illegible] سے پاک تعلق بخش کر اور اپنے مکالمہ سے شرف کر کے اور اپنی محبت میں اس کو انتہا تک [illegible] کے ذریعہ سے دوبارہ زمین کو پاک و صاف [illegible] نہیں ہو سکتا۔ مگر بڑے بڑے [illegible] کے لئے ہو جاتا ہے۔ اور اپنے تئیں صاف کرتا کرتا ایک مصفا آئینہ کی طرح بن جاتا ہے۔ تب اس آئینہ میں عکسی طور پر خدا کا چہرہ نمودار ہوتا ہے۔ اس صورت میں وہ بشری اور خدائی صفات میں ایک مشترک چیز بن جاتا ہے۔ اور کبھی اس سے صفات الٰہیہ صادر ہوتی ہیں۔ کیونکہ اس کے آئینہ وجود میں خدا کا چہرہ منعکس ہے۔ اور کبھی اس سے بشری صفات صادر ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ بشر ہے۔ اور ایسے انسانوں کو دیکھنے والے کبھی دھوکا کھا کر اور صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ساتھ زندہ اتارا گیا۔ اور پھر موقع پاکر مشرقی بلاد کی طرف بھاگ گیا۔ آخر اب ایسے طور سے اس کو صلیب دیں۔ کہ کام تمام ہو جاوے۔ اور پھر کسی طرف بھاگ نہ سکے۔ اور ساتھ ہی یہ فکر بھی ہے کہ مبادا عیسائیوں کو بھی خیال آجائے۔ کہ پہلا کفارہ پرانا اور بودہ ہو چکا ہے۔ اور شراب خوری اور فسق و فجور کی کثرت نے ثابت بھی کر دیا ہے۔ کہ اس کفارہ کی تاثیر جاتی رہی ہے۔ اس لئے اب ایک نئے خون کی ضرورت ہے۔ سو میں ہمدردی سے کہتا ہوں۔ کہ مسٹر پگٹ کو ان ہر دو فرقوں سے چوکس رہنا چاہیئے۔ القصہ ان دنوں میں جبکہ زمین میں ایسے ایسے جھوٹے اور ناپاک دعوے کئے گئے ہیں۔ اس لئے خدا نے جو زمین پر بدی اور ناپاکی کا پھیلنا پسند نہیں کرتا۔ مجھے اپنا مسیح کرکے بھیجا۔ تا وہ زمین کی تاریکی کو اپنی توحید سے روشن کرے۔ اور شرک کی نجاست سے دنیا کو مخلصی بخشے۔ پس میں وہی مسیح موعود ہوں۔ جو ایسے وقت میں آنے والا تھا۔ اور میں صرف اپنے منہ سے نہیں کہتا۔ کہ میں مسیح موعود ہوں، بلکہ وہ خدا جس نے زمین و آسمان بنایا۔ میری گواہی دیتا ہے۔ اس نے اس گواہی کے پورا کرنے کے لئے صدہا نشان میرے لئے ظاہر کئے۔ اور کر رہا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس کا فضل اس مسیح سے مجھ پر زیادہ ہے۔ جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے۔ میرے آئینہ میں اس کا چہرہ اس سے زیادہ وسیع طور پر منعکس ہوا ہے۔ جو اس کے آئینہ میں ہوا تھا۔ اگر میں صرف اپنے منہ سے کہتا ہوں۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر وہ میرے لئے گواہی دیتا ہے۔ تو کوئی مجھے جھوٹا قرار نہیں دے سکتا۔ میرے لئے اسکی ہزارہا گواہیاں ہیں۔ جن کو میں شمار نہیں کر سکتا۔ مگر منجملہ ان کے ایک یہ بھی گواہی ہے۔ کہ یہ دلیر دروغگو یعنی پگٹ جس نے خدا ہونے کا لنڈن میں دعویٰ کیا ہے۔ وہ میری آنکھوں کے سامنے نیست و نابود ہو جائیگا۔ دوسری یہ گواہی ہے۔ کہ مسٹر ڈوئی اگر میری درخواست مباہلہ قبول کرے گا۔ اور صراحتاً یا اشارۃً میرے مقابلہ پر کھڑا ہوگا۔ تو میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ اس دنیائے فانی کو چھوڑ دے گا۔ یہ دو نشان ہیں۔ جو یورپ اور امریکہ کے لئے خاص کئے گئے ہیں۔ کاش وہ ان پر غور کریں۔ اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔

یاد رہے۔ کہ اب تک ڈوئی نے میری اس درخواست مباہلہ کا کچھ جواب نہیں دیا۔ اور نہ اپنے اخبار میں کچھ اشارہ کیا ہے۔ اس لئے میں آج کی تاریخ سے جو ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء ہے۔ اس کو پورے سات ماہ کی اور مہلت دیتا ہوں۔ اگر وہ اس مہلت میں میرے مقابلہ پر آگیا۔ اور جس طور سے مقابلہ کرنے کی میں نے تجویز کی ہے۔ جس کو میں شائع کر چکا ہوں۔ اس تجویز کو پورے طور پر منظور کرکے اپنے اخبار میں عام اشتہار دے دیا۔ تو جلد تر دنیا دیکھ لے گی۔ کہ اس مقابلہ کا انجام کیا ہوگا۔ میں عمر میں ۷۰ برس کے قریب ہوں۔ اور وہ جیسا کہ بیان کرتا ہے۔ پچاس برس کا جوان ہے۔ جو میری نسبت گویا ایک بچہ ہے۔ لیکن میں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پروا نہیں کی۔ کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ خدا جو احکم الحاکمین ہے۔ وہ اس کا فیصلہ کرے گا۔ اور اگر مسٹر ڈوئی اس مقابلہ سے بھاگ گیا۔ تو دیکھو آج میں تمام امریکہ اور یورپ کے باشندوں کو اس بات پر گواہ کرتا ہوں کہ یہ طریق اس کا بھی شکست کی صورت سمجھی جائیگی اور نیز اس صورت میں پبلک کو یقین کرنا چاہیئے۔ کہ یہ تمام دعویٰ اس کا الیاس بننے کا محض زبان کا مکر اور فریب تھا۔ اور اگرچہ وہ اس طرح سے موت سے بھاگنا چاہے گا۔ لیکن درحقیقت ایسے بھاری مقابلہ سے گریز کرنا بھی ایک موت ہے۔ پس یقین سمجھو۔ کہ اس کے صیحون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے۔ کیونکہ ان دونوں صورتوں میں سے ضرور ایک صورت اس کو پکڑ لے گی

(مکتوبات احمدیہ جلد سوم)

دیانندی مشر

قدامت روح و مادہ

ہمارے آریہ دوست قدامت روح و مادہ پر بہت زور دیتے رہتے ہیں۔ اور ہمیشہ فرمایا کرتے ہیں کہ تناسخ کا دارومدار ہی قدامت روح و مادہ کے پر ہے۔ اور چونکہ موجودہ سائنس بھی ہمیں بتلاتی ہے کہ ہم نہ تو مادہ کو ہی پیدا کر سکتے ہیں۔ اور نہ فنا کر ہیں۔ اس لئے انہیں اپنے اس خیال میں کہ خدا کی طرح ازلی ابدی ہیں"۔ ایک قسم کی تقویت رہی نظر آتی ہے۔ حالانکہ اگر آریہ دوست غور تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ سائنس یہ دعویٰ کر کہ ہم روح یا مادے کو پیدا نہیں کر سکتے۔ وہ یہ کہہ سکتی۔ کہ خدا بھی نہیں کر سکتا۔ سائنس تو کہ بہت باتیں ہمارے لئے ناممکن ہیں۔ مگر ہم باتوں کو خدا کے لئے ممکن مانتے ہیں۔ مثلاً بغیر کے مخلوق کا پیدا کرنا ہم تو مچھر کا پر تک بھی نہیں سکتے۔ لیکن وہ چھوٹے سے چھوٹے جرم سے بڑے سے بڑے حیوانات تک حتیٰ کہ انسان کو پیدا کرتا ہے۔ پس سائنس کے یہ کہنے سے کہ بات ہمارے لئے ناممکن ہے۔ یہ ثابت نہیں جاتا۔ کہ وہ بات خدا کے لئے بھی ناممکن ہے۔ سائنس کے اس اصول سے ہمارے آریہ دوست کو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن چونکہ آر حضرات کو اس مسئلہ پر بہت ناز ہے۔ اس لئے بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس پر وضاحت سے بحث تاکہ اس کا فیصلہ اچھی طرح سے ہو جائے۔

آریہ حضرات کے پاس قدامت رو مادہ کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں

ان کا یہ فرمانا کہ خدا بھی نیست سے ہست

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی طرح کا دعویٰ ہے۔ جس طرح کہ مسلمان
تے ہیں۔ کہ وہ نیست سے ہست کر سکتا ہے۔
ں سے دریافت کیا جاتا ہے۔ کہ آپ کے پاس
ی ایسی دلیل ہے۔ جس سے ثابت ہو۔ کہ خدا
سے ہست نہیں کر سکتا۔ تو وہ فرمایا کرتے
ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ کہ خدا نے نیست سے
کیا ہو۔

سوس ہے۔ انہوں نے یہ نہ سمجھا۔ کہ بہت باتیں
جو کہ ہم مانتے ہیں۔ کہ خدا کر تو سکتا ہے۔ اور کرتا
ہے۔ لیکن ہمارے سامنے نہیں کرتا۔ مثلاً الیشوری
شٹی میں بغیر والدین کے جوان مردوں۔ عورتوں
ر حیوانات کا پیدا کرنا ایک ایسا فعل ہے۔
یہ حضرات مانتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے سامنے
ہا نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ یہ بھی مانتے ہیں۔
شروع دنیا میں الہام کیا کرتا ہے۔ اور کسی
ایسا نہیں کرتا۔ اب جبکہ خود آریہ صاحبان کا
دہ ہے۔ کہ بعض باتیں خدا ایک خاص وقت میں
یا کرتا ہے۔ کسی اور وقت میں ان باتوں کو نہیں
تا۔ تو ان کا یہ فرمانا کہ چونکہ ہم نے کبھی بھی خدا
ت سے ہست کرتے نہیں دیکھا۔ اور اس سے
تیجہ پر پہنچ جانا کہ خدا نیست سے ہست کر سکتا
یں۔ اسی طرح کی دلیل ہے۔ جس طرح کوئی یہ
ے۔ کہ چونکہ خدا نے کبھی ہمارے سامنے بغیر
ین جوان مردوں اور عورتوں کو پیدا کیا ہی نہیں
لئے ثابت ہو گیا۔ کہ وہ ایسا کر سکتا ہی نہیں۔ یا
کہدے۔ کہ چونکہ ہم نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ کہ خدا
بھی بھی انسان سے کلام کی ہو۔ اس لئے ثابت ہو گیا
دا کلام کر سکتا ہی نہیں۔

ستیارتھ پرکاش میں بھی پنڈت دیانند صاحب
ہوائے ایک ایسی لسٹ (فہرست) کے جس میں
باتیں درج ہیں۔ جو کہ ہمارے لئے ناممکن ہیں۔
نہیں درج کرنے کے بعد سوامی دیانند صاحب
جھ لیا۔ کہ بس اب کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں۔

کسی قسم کی دلیل نہیں دی۔ افسوس کہ فہرست
مرتب کرتے وقت سوامی صاحب کو یہ خیال نہ
آیا۔ کہ یہ فہرست ناممکنات کی جو میں درج کر رہا
ہوں۔ کس کے لئے ناممکن ہے۔ انسان کے لئے یا کہ
خدا کے لئے۔ انسان کے لئے تو ان تمام باتوں کو
سب ناممکن مانتے ہیں۔ لیکن یہ کہاں سے ثابت ہو
گیا۔ کہ یہ سب باتیں خدا کے لئے بھی ناممکن ہیں سوال
کرنے والے نے تو یہ دریافت نہیں کیا تھا۔ کہ ہمارے
لئے کونسی باتیں ناممکن ہیں۔ اس نے تو یہ دریافت
کیا تھا۔ کہ آیا خدا بغیر علت کے معلول بنا سکتا ہے۔
یا کہ نہیں۔ مگر سوامی صاحب نے ذیل کا جواب تحریر
فرما کر یہ سمجھ لیا۔ کہ بس میں نے کافی ثبوت اس بات
کا دے دیا ہے۔ کہ خدا بغیر علت کے معلول نہیں بنا
سکتا۔ آپ سوال کرنے والے کو جس نے دریافت کیا
تھا۔ کہ آیا خدا بغیر علت کے معلول بنا سکتا ہے یا کہ
نہیں۔ جواب میں فرماتے ہیں۔ کہ "نہیں (یعنی خدا بغیر
علت کے معلول نہیں بنا سکتا) کیونکہ جو نیست ہے
یعنی جس کا وجود نہیں اس کا ہست ہونا بالکل غیر ممکن
ہے۔ جیسے کوئی گپ ہانکدے۔ کہ میں نے عقیمہ کے
لڑکے اور لڑکی کی شادی دیکھی۔ اور وہ انسان کے
سینگ کی کمان اور اکاش کے پھولوں کی مالا پہنے
ہوئے تھے۔ سراب کے پانی میں غسل کرتے اور
گندھرب شہر میں رہتے تھے۔ وہاں بادل کے
بغیر بارش اور زمین کے بغیر سب اناجوں کی پیداوار
وغیرہ ہوتی تھی۔ ویسا ہی علت کے بغیر معلول کا ہونا
ناممکن ہے"۔

پھر فرماتے ہیں:۔

"جیسے کوئی کہے۔ کہ میرے ماں باپ نہ تھے۔
میں ویسے ہی پیدا ہو گیا ہوں۔ میرے منہ میں
زبان نہیں ہے۔ لیکن بولتا ہوں۔ یا سوراخ میں
سانپ نہ تھا۔ لیکن نکل آیا۔ میں بھی کہیں نہ تھا۔
یہ بھی کہیں نہ تھے۔ لیکن ہم سب لوگ آئے ہیں۔ ایسی
ناممکن بات بے سروپا راگ یعنی بے ہوش شخص کی
بڑ ہے"۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۴)

اب سوامی صاحب کے مذکورہ بالا جواب میں
ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انہوں نے بہت باتیں تحریر فرمائی
ہیں۔ جو کہ ہمارے لئے ناممکن ضرور ہیں۔ لیکن ان کو
تحریر کر کے وہ یہ ثابت نہیں کر سکے۔ کہ یہ باتیں خدا
کے لئے بھی ناممکن ہیں۔ نہ صرف ثابت نہیں کر سکے۔
بلکہ ثابت کرنے کی کوشش بھی انہوں نے نہیں کی۔
ممکن ہے۔ وہ اپنے دل میں یہ سمجھ رہے ہوں۔ کہ
ایسی فہرست جو کہ میں نے مرتب کر لی ہے۔ اس
سے یہ ثابت ہو جائے گا۔ کہ یہ باتیں خدا کے لئے بھی
اسی طرح ناممکن ہیں۔ جس طرح یہ ہمارے لئے ناممکن
ہیں۔ اگر درحقیقت انہوں نے یہی سمجھا ہے۔ تو افسوس
سے کہنا پڑے گا۔ کہ اتنے فاضل اور ودوان کے لئے
ایسی غلطی کھانا ان کے نام پر بڑا دھبہ ہے۔ کیونکہ
فہرست میں بعض باتیں ایسی بھی تو درج ہیں۔ جن کو
خود سوامی صاحب خدا کے لئے ممکن مانتے ہیں۔ مثلاً
بغیر ماں باپ کے پیدا ہونا۔ کیونکہ سوامی صاحب نے
ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۴۴ پر تحریر فرمایا ہوا ہے
کہ بغیر ماں باپ جوان مردوں اور عورتوں کو خدا شروع
دنیا میں پیدا کیا کرتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ جس
طرح وہ شروع دنیا میں کرتا ہے۔ اسی طرح اب بھی
کر دے۔ اور ایسے شخصوں میں سے کوئی کہدے۔ کہ
میں کہیں نہ تھا۔ اور میرے ساتھ کے بھی کہیں نہ تھے۔
اور ہمارے سب کے ماں باپ بھی نہ تھے۔ لیکن ہم سب
ویسے ہی پیدا ہو گئے۔ اسی طرح بغیر زبان کے بولنا
یا کلام کرنا خدا کے لئے ممکن سب مانتے ہیں۔ نہ صرف
بغیر زبان کے بولنا بلکہ بغیر ہاتھوں کے کام کرنا۔ بغیر
آنکھوں کے دیکھنا بغیر کانوں کے سننا وغیرہ کو خود
سوامی صاحب بھی خدا کے لئے ممکن مانتے ہیں۔
(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۴) اسی طرح جب خود سوامی
صاحب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ الیشوری سرشٹی میں خدا
نے زمین میں سے ہزارہا جوان مردوں اور عورتوں کو
پیدا کر دیا۔ تو کیا سوراخ کے اندر سانپ نہیں پیدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرسکتا۔ پھر جبکہ خدا بارہ سنگے کے سینگ پیدا کرسکتا ہے۔ تو انسان کے بھی کرسکتا۔ جن سے مالا بنائی جاسکتی اور عقیمہ کے لڑکے اور لڑکی کو پہنائی جاسکتی ہے۔ اسی طرح وہ اکاش کے اندر پھول بھی پیدا کرسکتا۔ کیونکہ جب وہ نیست سے ہست کرسکتا ہے۔ تو اکاش کے اندر پھولوں کا پیدا کرنا کونسی بڑی بات ہے۔ لہذا ایک مسلمان جو کہ مانتا ہے۔ کہ خدا سب وہ باتیں جن کے کرنے سے اسکی عظمت اور بزرگی پائی جاوے۔ کرتا ہے۔ اور کرسکتا ہے۔ اس کے لئے سوامی صاحب کی تحریر کردہ ناممکن باتیں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ وہ اس بات کو بھی ضرور کہے گا۔ کہ خدا بغیر بادلوں کے بارش بھی کرسکتا ہے۔ بغیر زمین کے اناج وغیرہ بھی پیدا کرسکتا ہے۔ الغرض جبکہ وہ یہ مانتا ہے۔ کہ خدا بغیر کسی علت کے معلول پیدا کرسکتا۔ بغیر کسی چیز کے موجود ہونے کے سب چیزیں پیدا کرسکتا ہے۔ روح و مادہ کو پیدا کرسکتا ہے۔ تو سوامی صاحب کی پیش کردہ باتوں کو بھی ضرور وہ خدا کے لئے ممکن مانتا ہے۔ لہذا سوامی صاحب کا جواب کسی مسلمان کے لئے کسی طرح بھی دلیل کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہوا نظر نہیں آتا۔ کیونکہ مسلمان فوراً کہہ دیگا۔ کہ یہ تمام باتیں صرف ہمارے لئے ہی ناممکن ہیں۔ خدا کے لئے یہ ناممکن نہیں۔ اس کے لئے تو یہ جواب دلیل کا رنگ اس وقت رکھتا۔ جبکہ وہ خود ان باتوں کو خدا کے لئے ناممکن خیال کرتا۔ افسوس ہے۔ سوامی صاحب پر سوال کرنے والا کوئی مسلمان نہ تھا۔ اگر کوئی مسلمان ہوتا۔ تو وہ ضرور سوامی صاحب کو بتلاتا۔ کہ میں ان تمام باتوں کو خدا کے لئے ممکن مانتا ہوں۔ پھر ہم دیکھتے۔ کہ سوامی صاحب اس کی تسلی کس طرح کرتے۔ اور کس طرح ثابت کرتے۔ کہ خدا کے لئے یہ باتیں ناممکن ہیں۔ افسوس کہ اگر خود سوامی صاحب کو ہی یہ سوجھ جاتا۔ کہ معترض یہ بھی کہہ سکتا ہے۔ تو وہ خود ہی اس کا بھی کوئی جواب دینے کی کوشش کرتے۔ (باقیدارد)

دہریہ مشن

ہستئ باری تعالےٰ

دہریوں کی طرف سے ہمیشہ یہ مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کہ اگر خدا ہے۔ تو ہمیں دکھادو۔ اور یہ ایک ایسا مطالبہ ہے۔ جو ہر ایک دہریہ سے سنا جاتا ہے۔ اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ دہریوں کا یہ مطالبہ بالکل ناواجب ہے۔ کیونکہ ہر چیز کے ثبوت کے لئے صرف دیکھنا ہی معیار نہیں۔ بلکہ بہت سی چیزیں اگر دیکھکر معلوم ہوتی ہیں۔ تو بہت سی ایسی بھی ہیں۔ جو دیکھنے سے ثابت نہیں ہوتیں۔ بلکہ چکھنے سے۔ جیسے کڑوی میٹھی۔ کسیلی۔ پھیکی۔ نمکین۔ ایسی تمام چیزیں دیکھنے میں یکساں ہیں۔ اور آنکھ ان میں کوئی تمیز نہیں کرسکتی۔ لیکن ان چیزوں میں امتیاز صرف چکھنے سے ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص ایک دہریہ کے سامنے دعویٰ کرے۔ کہ کڑوا بادام دنیا میں کوئی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر کوئی ہے۔ تو مجھے اسکی کڑواہٹ دکھاؤ۔ اس کے جواب میں وہ دہریہ ایسے شخص کو کہے گا۔ بادام کا کڑوا اور میٹھا ہونا آنکھ سے نہیں معلوم ہوتا بلکہ یہ تو قوت ذائقہ سے معلوم ہوتا ہے۔ بس یہی جواب ہم اس دہریہ کو دیں گے۔ جو کہتا ہے۔ کہ میں خدا کو تب مانوں گا۔ جب وہ آنکھوں سے نظر آجاوے۔ ہم اسے کہیں گے۔ کہ یہ بات ضروری نہیں۔ کہ ہر چیز صرف آنکھ ہی کے دیکھنے سے ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ کوئی چیز دیکھنے سے۔ کوئی چکھنے سے۔ کوئی سونگھنے سے اسی طرح خوش آواز اور بدآواز کانوں سے معلوم ہوتی ہے۔ گرمی۔ سردی۔ سختی۔ نرمی چھونے سے غرض کسی چیز کے ماننے کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ ہمیں نظر بھی آجاوے۔ جیسے کسی چیز کا کڑوا ہونا آنکھ سے معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں اس کے لئے قوت ذائقہ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح کسی چیز کا گرم سرد ہونا بھی آنکھ سے معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے لئے قوت لامسہ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہوسکتا ہے۔ کہ خدا باوجود اس کے کہ وہ آنکھ سے نظر نہیں آتا۔ پھر موجود ہو۔ جیسا کہ خوشبو اور بدبو۔ اور گرمی اور سردی۔ یہ سب چیزیں دنیا میں موجود ہیں۔ اور پھر ان آنکھوں سے نظر نہیں آتیں۔ اس لئے دہریوں کا یہ مطالبہ کہ خدا دکھاؤ۔ ایک بیہودہ مطالبہ ہے۔ کیونکہ مختلف چیزوں کے ثبوت کے لئے مختلف ذریعے ہیں۔ کسی چیز کے ثبوت کے لئے آنکھ کی ضرورت ہے۔ اور کسی چیز کے معلوم کرنے کے لئے سونگھنے کی ضرورت ہے۔ اور کوئی چیز چھونے سے ثابت ہوتی ہے۔

دوسرا ذریعہ یہ تو حواس خمسہ ہوئے۔ اب اس کے آگے چلو۔ دیکھو بعض ایسی چیزیں ہیں۔ جو حواس خمسہ میں سے کسی ایک حواس سے بھی معلوم نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کے معلوم کرنے کا کوئی اور ہی ذریعہ ہے۔ مثلاً محبت۔ غضب۔ عقل۔ فہم۔ قوت وغیرہ یہ سب چیزیں حواس خمسہ کے ذریعہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتیں۔ مثال کے طور پر عقل کو لو۔ نہ تو یہ آنکھ سے نظر آتی ہے۔ نہ سونگھنے سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ اور نہ یہ کوئی آواز ہے۔ جو کانوں سے سنائی دے۔ اور نہ کوئی ایسا جسم ہے۔ جسے چھو کر معلوم کیا جاوے۔ اور نہ اسے زبان ہی سے چکھ سکتے ہیں۔ بلکہ اسے ہم اس کے نتائج اور اثرات سے معلوم کرتے ہیں۔ مثلاً ہم زید کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ ایک کام بڑی عمدگی سے کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ادھر بکر بھی وہ کام کرتا ہے۔ لیکن بہت بری طرح۔ تو ہم کو زید کے کام اور بکر کے کام پر موازنہ کرنے سے یہ پتہ لگا۔ کہ زید کے دماغ میں کوئی ایسی قوت ہے۔ جس کے ذریعہ زید نے اپنے کام کو عمدگی سے ادا کیا۔ اور بکر کے دماغ میں وہ قوت نہیں۔ جس کے نہ ہونے کی وجہ سے اس سے وہ کام اچھی طرح نہ ہو سکا۔ پھر ہم نے کہا۔ کہ دوسروں کے سمجھانے کے لئے کوئی نام تجویز کرو۔ اور اسی طرح ہم نے اس قوت کا نام عقل رکھا۔ اب دیکھو کہ یہ معلوم کرنا کہ فلاں شخص عقلمند ہے اور فلاں شخص بیوقوف۔ نہ تو آنکھ سے معلوم ہوتا ہے نہ چکھنے سے اور نہ حواس خمسہ میں سے کسی حواس سے بلکہ اس کے معلوم کرنے کا یہی ذریعہ ہے۔ کہ ہم عقل کے اثرات اور اس کے نتائج سے معلوم کریں گے۔ جب ہم دیکھیں گے۔ ایک شخص مشکل سے مشکل کام کر سکتا ہے۔ اور پیچیدہ سے پیچیدہ امور کو سلجھا سکتا ہے۔ تو ہم کہدیں گے۔ کہ اس میں عقل ہے۔ کیونکہ مشکل سے مشکل کام کرنا اور پیچیدہ امور کو سلجھانا یہ عقل کا نتیجہ ہے۔ پس جب ہم نے نتیجہ کا مشاہدہ کیا۔ تو ہمیں اصل چیز کا بھی پتہ لگ گیا۔ اسی طرح ہم ایک دہریہ کو کہتے ہیں۔ کہ اگر خدا تعالےٰ کی ہستی حواس خمسہ سے معلوم نہیں ہوتی۔ تو کوئی حرج نہیں اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ ہر چیز حواس خمسہ سے ہی معلوم ہو۔ بلکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں۔ جو حواس خمسہ سے تو معلوم نہیں ہوتیں۔ بلکہ اپنے اثرات اور نتائج سے۔ اور انہیں تم بھی مانتے ہو۔ مثلاً عقل کا وجود۔ اسی طرح اگر خدا تعالےٰ کی ہستی کا ثبوت اس کے افعال کے نتائج اور اثرات سے ہم پیش کریں۔ تو بجا ہے۔ اور پھر کسی دہریہ کو اس کے ماننے میں پس و پیش نہ کرنا چاہیئے۔ اور نہ وہ پھر یہ عذر کر سکتا ہے۔ کہ چونکہ خدا کی ہستی مجھے حواس خمسہ سے معلوم نہیں ہوتی اس لئے میں اسکی ہستی تسلیم نہیں کرتا۔ کیونکہ خود دہریے ایسی چیزوں کا وجود تسلیم کرتے ہیں۔ جنہیں وہ حواس خمسہ کے ذریعہ معلوم نہیں کرتے۔ بلکہ کسی اور ذریعہ سے اس کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ جیسے عقل و فہم دیکھو۔ عقل کے وجود کو دہریے بھی مانتے ہیں۔ اس لئے کسی کو عقلمند اور کسی کو بیوقوف کہتے ہیں۔ حالانکہ حواس خمسہ کے ذریعہ انہیں عقل کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ اسی طرح انسان کے جسم میں جو روح ہے وہ ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے وجود کا وہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایک ایسی چیز ہے۔ جو سونگھنے۔ چھونے۔ دیکھنے میں نہیں آتی۔ اور نہ حواس خمسہ میں سے کسی حواس ہی سے اسے ہم محسوس کر سکتے ہیں۔ ہاں اس کے نتائج اور اثرات کو دیکھکر ہم اس کے وجود کے قائل ہوتے ہیں۔ مثلاً جب ہم ایک زندہ کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ چلتا ہے۔ پھرتا ہے۔ ہنستا ہے۔ روتا ہے۔ سنتا ہے۔ بولتا ہے۔ ادھر ایک مردہ پڑا ہے۔ وہ نہ چلتا پھرتا ہے۔ نہ ہنستا ہے۔ نہ روتا ہے۔ اور نہ سن سکتا ہے۔ اور نہ بول سکتا ہے۔ اس فرق کو دیکھ کر ہم نے معلوم کیا۔ کہ اس زندہ میں ایک ایسی چیز ہے۔ جو بولنے۔ سننے۔ ہنسنے۔ رونے چلنے۔ پھرنے کا موجب ہے۔ اور اس مردہ میں وہ چیز نہیں۔ تب ہی نہ وہ روتا ہے۔ نہ ہنستا۔ اور نہ زندوں کے سے اور ہی کام کر سکتا ہے۔ پھر ہم نے لوگوں کو سمجھانے کے لئے اس کا نام روح تجویز کیا۔ دیکھو روح ایک ایسی چیز ہے۔ جس کو دہریے بھی تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ حواس خمسہ سے ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنے نتائج اور اثرات سے۔ اس لئے ہم ایک دہریہ کو کہیں گے۔ کہ تمہارا خدا کو دیکھنے کا مطالبہ ایک غلط مطالبہ ہے۔ کیونکہ کسی چیز کے ثبوت کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ دیکھی جاوے۔ یا حواس خمسہ کے ذریعہ محسوس کی جاوے۔ بلکہ کبھی ایک چیز کا ثبوت اس کے فعل کے نتائج اور اثرات سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ روح کا وجود نہ دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے۔ اور نہ حواس خمسہ کے ذریعہ۔ بلکہ اپنے نتائج اور اثرات کی وجہ سے۔ اسی طرح اگر ہم ہستی باری تعالےٰ کے افعال اور صفات کے اثرات سے اس کا وجود ثابت کریں۔ تو تمہیں مان لینے میں مضائقہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تم خود بہت سی ایسی چیزیں مانتے ہو۔ جنہیں تم نے دیکھنے یا حواس خمسہ کے ذریعہ تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ صرف ان کے اثرات اور نتائج سے۔ جیسے زمانہ روح۔ قوت۔ عقل۔ فہم۔ محبت۔ غضب وغیرہ وغیرہ

(میر محمد اسحاق صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ) (باقی دارد)

پیغامی مشن

"کامل نبی"

نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ اس امر کو تکرار سے شائع کیا گیا ہے۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود کی نبوت ظلی ہی مانتے ہیں۔ یعنی یہ کہ آپ کی نبوت نور نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض تھی۔ کوئی علیحدہ یا بالمقابل مستقل طور پر نبوت نہ تھی۔ اور چونکہ وہ نبوت اپنی کثرت کمیت اور صفائی کیفیت اور نعمار حضرت احدیت کے لحاظ سے اس حد تک پہنچ چکی تھی۔ جہاں پر جاکر ایک شخص کو منصب نبوت پر فائز کیا جاتا ہے۔ اس لئے آپ نفس نبوت میں کامل نبی تھے اور آپ کی نبوت من حیث النبوۃ کامل اور اکمل نبوت تھی۔ لیکن تاہم جو دل کے اندھے ہیں۔ وہ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ گویا ہم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل کامل نبی یقین کرتے ہیں۔ اور آپ کی نبوت کو ظلی نہیں بلکہ حقیقی بمعنی صاحب شریعت اور مستقل بمعنی براہِ راست یقین کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسا الزام ان کا سراسر غلط اور بہتانِ عظیم ہے۔ ذیل میں میں بفضلہ تعالےٰ پچیس ۲۵ ایسے حوالے درج کرتا ہوں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود من حیث النبوۃ کامل نبی تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلے انبیاء علیہم السلام کو کیا نعمت ملی ؟

حوالہ نمبر ۱۔ "سو اصلی نعمت جس پر قوت ایمان اور اعمال صالحہ موقوف ہیں۔ خدا تعالیٰ کا مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ × × × × یہی وہ نعمت ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کو دی گئی تھی۔ اور پھر اس امت کو حکم ہوا۔ کہ اس نعمت کو تم مجھ سے مانگو۔ کہ میں تمہیں بھی دوں گا۔ × ×" (براہین صفحہ ۱۴۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو انبیاء والی نعمت سے کامل حصہ ملا۔ جیسا کہ فرمایا:۔

"سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی"۔ (حقیقۃ الوحی صـ۶۲)

پس ان دونوں حوالوں کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو دوسرے انبیاء کی طرح اس نعمت سے کامل حصہ ملا ہے۔ جو ان کو ملا تھا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت نبوت کاملہ تھی۔ ناقصہ یا جزویہ نہ تھی۔

حوالہ نمبر ۲۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"پس اتباع کامل کی وجہ سے میرا نام امتی ہوا۔ اور پورا عکس نبوت حاصل کرنے سے میرا نام نبی ہو گیا۔ پس اس طرح پر مجھے دو نام حاصل ہوئے" (براہین ۱۸۹)

اس حوالہ میں "پورا عکس نبوت" کا لفظ قابلِ غور ہے۔

حوالہ نمبر ۳۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں۔ جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے" (نزول المسیح صـ۳ حاشیہ)

اس حوالہ میں "ظلیت کاملہ" اور "محمدی نبوت کا کامل انعکاس" کے الفاظ بتا رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کامل نبی تھے۔

حوالہ نمبر ۴۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا۔ اور ظلی طور پر نبوت محمدی اس میں رکھدی۔ تا ایک معنی سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے۔ اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہے" (نزول المسیح صـ۴ حاشیہ)

اس حوالہ سے ثابت ہے۔ کہ آپ پر نبی اللہ کا لفظ پورے طور سے صادق آسکتا ہے۔ کیونکہ آپ کامل ظلیت کے ساتھ پیدا ہوئے۔ اور آپ میں ظلی طور پر نبوت محمدی رکھدی گئی ہے۔

حوالہ نمبر ۵۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"اھدنا الصراط المستقیم ..... الخ پس یہ آیت صاف کہہ رہی ہے۔ کہ اس امت کے بعض افراد کو گذشتہ نبیوں کا کمال دیا جائیگا۔ اور نیز یہ کہ گذشتہ کفار کے عادات بھی بعض منکروں کو دی جائیں گی۔ اور بڑی شد و مد سے آئندہ نسلوں کی گذشتہ لوگوں سے مشابہتیں ظاہر ہو جائیں گی۔ چنانچہ بعینہٖ یہودیوں کی طرح یہودی پیدا ہو جائیں گے۔ اور ایسا ہی نبیوں کا کامل نمونہ بھی ظاہر ہوگا"۔ (نزول المسیح حاشیہ صـ۵)

اس حوالہ میں "نبیوں کا کامل نمونہ" کے الفاظ قابل غور ہیں۔

حوالہ نمبر ۶۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اسکی تعریف کی ہے۔ اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا"۔ (نزول المسیح صفحہ ۴۸)

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں۔ اور تمام انبیاء کے صفات کاملہ کے مظہر ہیں۔ یعنی جامع جمیع صفات کاملہ تمام انبیاء ہیں۔ پس کیا شک ہے۔ کہ مسیح موعودؑ واقعی کامل نبی تھے۔

حوالہ نمبر ۷۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"کیا یہ سچ نہیں ہے۔ کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے۔ اور جامع کمالات متفرقہ ہے"۔ (نزول المسیح صـ۹۴)

حوالہ نمبر ۸۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"اس امت میں بھی اس یقینی اور قطعی وحی کا وجود ضروری ہے۔ تا یہ امت بجائے افضل الامم ہونے کے احقر الامم نہ ٹھہر جاوے۔ جو خدا نے آخری زمانہ میں اکمل اور اتم طور پر یہ نمونہ دکھایا"۔ (نزول المسیح صـ۸۹)

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ خدا کی یقینی قطعی وحی اس آخری زمانہ میں مسیح موعود پر اکمل اور اتم طور پر ہوئی ہے۔ پس چونکہ بموجب فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ

"میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں۔ جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے"۔ (تجلیات الٰہیہ صـ۲۶)

حضرت مسیح موعود کامل بلکہ اکمل اور اتم طور پر نبی ثابت ہوتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۹۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"آنچہ داد است ہر نبی را جام + داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے + من بعرفان نہ کمترم ز کسے"

اس حوالہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو صریح طور سے من حیث النبوۃ ایسا ہی کامل نبی پیش کیا ہے۔ جیسے کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام تھے۔

حوالہ نمبر ۱۰۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"مسیح موعود × × × بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے"۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳)

کہاں ہیں وہ معاندین جو حضرت مسیح موعودؑ کو نبی کہلانے کا مستحق خیال نہیں کرتے۔ وہ ذرا آنکھیں کھول کر اس حوالہ کو پڑھیں۔ کہ ان چند ہی لفظوں میں ان کے تمام خیالات کا کما حقہٗ رد کیا گیا ہے۔

حوالہ نمبر ۱۱۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"میں بروزی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں"۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۸) اس حوالہ میں بتایا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گیا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ میں تمام کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ کا ظلی طور پر انعکاس ہے۔ پس اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کامل نبی تھے۔ تو اس کا بروز اتم بھی کامل نبی ہے۔

حوالہ نمبر ۱۲۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہو گیا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ صـ۱۱)

اس حوالہ میں مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو جامع جمیع کمالات محمدیہ ٹھہرایا ہے۔ کاش کسی کے دماغ میں کوئی عقل ہو۔ تو وہ سوچے۔ کہ مسیح موعود کو ناقص یا جزوی نبی قرار دینے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کس قدر ہتک لازم آتی ہے۔ کیونکہ یہ ایک اصول کی بات ہے۔ کہ ظل کا نقص اصل کے ناقص ہونے پر بدیہی دلیل ہے۔ پس اگر مسیح موعود جو باوجود جامع جمیع کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ ہونے کے ناقص اور جزوی نبی ہیں۔ تو لامحالہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ناقص اور جزوی ہی نبی تھے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔

حوالہ نمبر ۱۳۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا۔ اور اس کو کامل بنایا۔ اور اس نبی کریم کے لطف اور وجود کو میری طرف کھینچا۔ یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱)

کیا کوئی ہے۔ جو اس حوالہ پر خدا کے لئے غور کرے۔ اس میں حضرت مسیح موعودؑ کا کامل نبی اور عین محمد صلعم ہونا یقینی طور سے ثابت ہوتا ہے۔ اور سوائے مخالفوں کے کوئی اس بات سے منہ نہیں پھیر سکتا۔ کہ خدا تعالیٰ کا مسیح موعودؑ پر رسول کریم کا فیض نازل فرمانا۔ اس کو کامل بنانا یہانتک کہ اس کے وجود کو آنحضرت صلعم کا ہی وجود ٹھہرانا صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ مسیح موعود کامل نبی تھے

حوالہ نمبر ۱۴۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا..... پس میں وہی مظہر ہوں۔ پس ایمان لا۔ اور کافروں سے مت ہو۔"

(خطبہ الہامیہ صـ۱۷۸)

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت صلعم کی روحانیت کے کمال اور نور کے غلبہ کے مظہر ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آپ کامل نبی ہیں۔

حوالہ نمبر ۱۵۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے۔ ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے۔ اور یہ قرآن سے ثابت ہے۔ اور اس میں انکار کی گنجائش نہیں۔ اور بجز اندھوں کے کوئی اس معنی سے سر نہیں پھیرتا۔" (خطبہ الہامیہ صـ۱۸۰)

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کامل نبی ہیں۔ کیونکہ اگر آنحضرت صلعم پہلی بعثت میں کامل نبی تھے۔ تو دوسری بعثت میں (جبکہ وہ مسیح موعودؑ کی بروزی صورت اختیار کر کے ویسے ہی مبعوث ہوتے ہیں) بھی کامل نبی ہونے ضروری ہیں۔

حوالہ نمبر ۱۶۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"کس طرح منہم کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم اخرین میں (اسی طرح) موجود نہ ہوں۔ جیسا کہ پہلوں میں موجود تھے۔ × × × بلکہ حق یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔" (خطبہ الہامیہ صـ۱۸۱)

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کی بروزی صورت میں آنحضرت صلعم کی یہ بعثت پہلی بعثت سے اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔ پس اگر آنحضرت صلعم اپنی پہلی بعثت میں کامل اور مکمل نبی تھے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ وہی آنحضرت صلعم جب مسیح موعود کی بروزی صورت میں دوبارہ تشریف لاویں۔ اور بہ نسبت ان سالوں کے اقوی اور اکمل اور اشد روحانیت کے ساتھ ظہور کریں۔ تو نعوذ باللہ آپ کامل سے ناقص اور جزوی نبی ہو جاویں۔ جو مردود عقیدہ ہے۔ جو رفتہ رفتہ کفر تک نوبت پہنچائیگا۔

حوالہ نمبر ۱۷۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"پس یہاں سے ثابت ہوا۔ کہ مسیح موعود محمدی حقیقت کا مظہر ہے۔ اور جلالی حلوں میں نازل ہوا ہے۔ اسی لئے خدا کے نزدیک اس کا ظہور نبی مصطفےٰ کا ظہور مانا گیا ہے۔ اور اس کا زمانہ رسول کریم کے زمانی معراج کا منتہا اور خیر الوریٰ کی روحانی تجلی کا آخری سرا شمار کیا گیا ہے۔ اور جہاں کے پروردگار کا یہ پختہ وعدہ تھا۔" (خطبہ الہامیہ صـ۲۰۰)

حوالہ نمبر ۱۸۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار"

(نظم براہین حصہ پنجم)

حوالہ نمبر ۱۹۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"اور میں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور یہ میرا قدم ایک ایسے منار پر ہے۔ جو اس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔ پس خدا سے ڈرو اے جوانمردو اور مجھے پہچانو۔ اور نافرمانی مت کرو۔ اور نافرمانی پر مت مرو۔" (خطبہ الہامیہ صـ۳۵-۳۶)

اس حوالہ سے صریح طور سے ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کامل اور اکمل نبی تھے۔ اور کوئی ایسا مقام نہیں۔ جس سے آپ محروم کئے گئے ہیں۔ بلکہ آپ کا قدم ایسے منار پر ہے۔ جہاں ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔

حوالہ نمبر ۲۰۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"اور ضرور تھا۔ کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت آنحضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ہوئی۔ ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہو۔ کیونکہ یہ دونوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منصبی کام تھے۔ لیکن سنت اللہ کے لحاظ سے اس قدر خلود آپ کے لئے غیر ممکن تھا۔ کہ آپ اس آخری زمانہ کو پاتے۔ اور نیز ایسا خلود شرک کے پھیلنے کا ایک ذریعہ تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس خدمت منصبی کو ایک ایسے امتی کے ہاتھ سے پورا کیا۔ کہ جو اپنی خُو اور روحانیت کے رو سے گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود کا ایک ٹکڑا تھا۔ یا یوں کہو۔ کہ وہی تھا۔ اور آسمان پر ظلی طور پر آپ کے نام کا شریک تھا۔

× × × × × اس چھٹے دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خو اور رنگ پر ایک شخص جو مظہر تجلیات احمدیہ و محمدیہ تھا۔ مبعوث فرمایا گیا۔ تا تکمیل اشاعت ہدایت فرقانی اس مظہر تام کے ذریعہ سے ہو جاوے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۹)

اس حوالہ سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(اول) یہ کہ تکمیل اشاعت ہدایت آنحضرت صلعم ہی کا منصبی کام ہے۔ اور وہ آنحضرت صلعم کے ذریعہ سے نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلعم کے ایک بروز کے ذریعہ سے یہ منصبی کام پورا ہوا۔

(دوم) حضرت مسیح موعودؑ آسمان پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کے شریک ہیں۔

(سوم) حضرت مسیح موعود مظہر تجلیات احمدیہ و محمدیہ ہیں۔ اور مظہر تام آنحضرت صلعم ہیں۔

حوالہ نمبر ۲۱۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"یہ باریک بھید یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت دوم میں تجلی اعظم جو اکمل اور اتم ہے۔ وہ صرف اسم احمد کی تجلی ہے"۔

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صـ۹۶)

اور صفحہ ۹۵ حاشیہ پر فرمایا:۔

"مہدی معہود اور مسیح موعود جو مظہر تجلیات محمدیہ ہے۔ جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم موقوف ہے"۔

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ اکمل اور اتم طور پر اسم احمد کی تجلی اعظم کے مظہر ہیں کیونکہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعث دوم کے مورد ہیں۔

حوالہ نمبر ۲۲۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلعم کے دو بعث ہیں (۱) ایک بعث محمدی × × × (۲) دوسرا بعث احمدی × × × × اور چونکہ آنحضرت صلعم کو باعتبار اپنی ذات اور اپنے تمام سلسلۂ خلفاء کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک ظاہر اور کھلی کھلی مماثلت ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے بلاواسطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ کے رنگ پر مبعوث فرمایا۔ لیکن چونکہ آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ سے ایک مخفی اور باریک مماثلت تھی۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے ایک بروز کے آئینہ میں اس پوشیدہ مماثلت کا کامل طور پر رنگ دکھلایا"۔

(تحفہ گولڑویہ صـ۹۶)

حوالہ نمبر ۲۳۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"چونکہ احمدؐ کا نام خدا تعالےٰ کے اسم اعظم کا کامل ظل ہے۔ اس لئے احمد کے نام کو ہمیشہ شیطان کے مقابل پر فتحیابی ہوتی ہے۔ اور ایسا ہی آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ کہ ایک طرف شیطانی قویٰ کا کمال درجہ پر ظہور اور بروز ہو۔ اور شیطان کا اسم اعظم زمین پر ظاہر ہو۔ اور پھر اس کے مقابل پر وہ اسم ظاہر ہو۔ جو خدا تعالےٰ کے اسم اعظم کا ظل ہے۔ یعنی احمدؐ۔ اور اس آخری کشتی کی تاریخ ہزار ششم کا آخری حصہ مقرر کیا گیا۔ (تحفہ گولڑویہ صـ۱۰۷)

اس حوالہ میں مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو احمدؐ قرار دیا ہے۔ اور احمدؐ وہ نام ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے اسم اعظم کا کامل ظل ہے۔ جیسے کہ فرمایا:۔

"خدا کے اسم اعظم کی تجلی اعظم جسکا مظہر اتم اسم احمدؐ ہے۔ × × × ایسے وجود کو چاہتی تھی۔ جو لڑائی اور خونریزی کا نام نہ لے"۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۸)

پس یہاں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسیح موعود جو کچھ بھی تھے۔ کامل اور مکمل تھے۔ ناقص یا جزوی نہ تھے۔

حوالہ نمبر ۲۴۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں۔ جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا۔ اور اسکی شریعت اکمل اور اتم تھی۔ اور تمام دنیا کی اصلاح کیلئے تھی۔ اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں۔ جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں۔ تو پھر اس میں کیا شک ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں۔ جو مجھے دی گئیں۔ کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے۔ اور اگر وہ میری جگہ ہوتے۔ تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے۔ جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی"۔ (حقیقۃ الوحی صـ۱۵۳)

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود اپنے نبی متبوع کی طرح کامل اور مکمل نبی تھے۔

حوالہ نمبر ۲۵۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالےٰ نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ (دافع البلاء صـ۳)

پھر فرمایا:۔

"مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی۔ جو اس پر نہیں کی گئی۔ تا لوگ سمجھیں۔ کہ فضل خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جسے چاہتا ہے۔ دیتا ہے"۔

(حقیقۃ الوحی صـ۱۵۴)

پھر فرمایا:۔

"میں عیسیٰ مسیح کو ہرگز ان امورات میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا۔ یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا۔ ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا۔ اور جیسے اسکی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں۔ میں یقینی طور پر ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں۔ بلکہ ان سے زیادہ"۔ (چشمہ مسیحی صـ۳)

ان حوالجات کو درج کرنے سے میرا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود حضرت مسیح ابن مریم سے ہر ایک شان میں بہت بڑھ کر تھے۔ پس اگر مسیح ابن مریم کامل نبی تھا۔ تو یقیناً مسیح موعودؑ ان سے بڑھ کر کامل نبی ہیں۔ (سعدی لاہور)

اکسیر حیات
امرت بوٹی
امرت بوٹی ہر شخص کے لئے ایک نئی زندگی اور نئی طاقت و کامیابی کا زندہ پیغام ہے۔ بیرسٹروں۔ ججوں وکیلوں۔ طالب علموں۔ کلرکوں کے لئے حیات بخش ہے۔ غلط کار نوجوانوں۔ جریان۔ کثرت احتلام۔ کمی باہ کا تریاق ہے۔ بے زبان عورتوں کی بے قاعدگی ایام ماہواری۔ سفید رطوبت۔ بے اولادی کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ تازہ خون پیدا کرنا اور جسم کا وزن بڑھا دینا اس کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ ہر موسم میں ہر عمر والے انسان کے لئے کامیاب ہے۔ قیمت 50 گولی عہ
منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر چھاؤنی (پنجاب)

تندرستی
تندرست دانتوں اور مضبوط مسوڑوں پر منحصر ہے
پائیرس ٹوتھ پوڈر عـ۱
دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اگر وہ جگہ نہ چھوڑ چکے ہوں۔ ان کو اپنی جگہ پر جما دیتا ہے۔ منہ سے بدبو آنے کو روکتا ہے۔ پائیریا کے جراثیم اس سے مر جاتے ہیں۔ سرد گرم پانی اگر دانتوں میں درد کرتا ہو۔ تو اس سے آرام آجاتا ہے۔
پائیرس پوڈر عـ۲۔ دانتوں کو موتیوں کی طرح چمکا دیتا ہے۔ خوشبودار ہے۔ دانتوں کی میل کو کاٹ کر مضبوط کرتا ہے۔
قیمت ہر دو پوڈر بارہ آنے۔
منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر چھاؤنی (پنجاب)

دلچسپ افسانہ

لاہور میں ایک شام

مغربی تہذیب کے متعلق ایک احمدی نوجوان کے تاثرات

(۱)

شام کی آمد آمد تھی۔ آفتاب کسی تھکے ماندے مسافر کی طرح ڈوبنے کے لئے تیزی سے بڑھ رہا تھا۔ اسکی سنہری اور چمکدار کرنیں "مغربی ماہ جبین" کی زلفوں کی مانند دیکھنے والوں کو اپنی طرف مائل کر رہی تھیں۔ وہ خوبصورت کرنیں تمام عالم پر چھائی ہوئی تھیں۔ جس سے تمام کائنات طلائی نظر آرہا تھا۔ پرندے جو دن بھر تلاشِ معاش میں مصروف رہے تھے۔ دن کو ختم ہوتا دیکھ کر اپنے اپنے نشیمن کی طرف اڑے جا رہے تھے۔ ان میں سے بعض ابھی درختوں پر بیٹھے آمدِ شام کی خوشی میں ایک عجیب دلکش لے کے ساتھ نغمہ سرائی کر رہے تھے۔ میں لاہور شہر میں سٹیشن کے پاس ہی اکیلا کھڑا اس منظر کو دیکھ کر تخیلات کی دنیا میں محو تھا۔ میری آنکھیں ابھی اس دلفریب نظارے کو اچھی طرح دیکھ بھال نہ چکی تھیں۔ کہ میرے راستے سے قریب ہی ایمپرس روڈ پر مجھے دو سائیکل سوار نوجوان دکھائی دیئے۔ ان کی چال ڈھال کچھ ایسی مؤثر تھی۔ کہ میں فوراً گذشتہ خیالات سے خالی الذہن ہو کر ان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔

(۲)

ان کا گندمی رنگ کسرتی اور سڈول اعضاء ان کی متانت اور سنجیدگی! چھوٹی چھوٹی خوبصورت ڈاڑھیاں اور نہایت دلآویز چہرے۔ ان سب باتوں نے مجھے کچھ متحیر سا بنا دیا۔ ان کے چہروں سے یوں طمانیت اور سکون کے آثار نمایاں تھے۔ کہ گویا انہیں کوئی جواہرات کا بے بہا خزانہ ملا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کو دنیا و مافیہا کی ذرہ بھی پروا نہیں۔ جوں جوں میں نے ان کا گہری نظر سے مطالعہ شروع کیا۔ ان کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے میرا اشتیاق بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ اسی کشش نے مجھے مجبور کیا۔ کہ میں ان سے ملاقات کروں۔ چنانچہ میں بھی اپنا سائیکل اس طرف جدھر کہ وہ جا رہے تھے موڑ کر سوار ہو گیا۔ اور تیزی سے بھاگتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے شائستہ ہو کر "السلام علیکم" کہا۔ ان میں سے ایک نے جو غالباً عمر میں بڑا تھا۔ اور میرے زیادہ قریب بھی تھا۔ نہایت مسرت آمیز لہجہ میں "سلام" کا جواب دیا۔

(۳)

اس کے بعد میں نے اس سے یوں باتیں شروع کیں

(س) آپ کا اسم شریف؟

(ج) جی اس عاجز کو عاصم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے

(س) اور یہ آپ کے ہمرکاب کون صاحب ہیں؟

(ج) یہ میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ اور ان کا نام مظفر ہے

(س) آپ کا دارِ دولت؟ اور اس وقت کدھر کا قصد ہے؟

(ج) ہمارا غریب خانہ راولپنڈی میں ہے۔ اور لاہور میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم کسی ذاتی کام کے لئے آئے ہیں۔ اور اب احمدیہ ہوسٹل میں اپنے ایک معزز دوست سے ملاقات کو جا رہے ہیں۔

(س) اگر مجھے بھی اپنا ہم سفر بنالیں تو؟

(ج) بڑی خوشی سے۔

اب عاصم صاحب نے یوں سلسلہ کلام شروع کیا

(س) آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟

(ج) میری سکونت اسی شہر میں ہے۔

(س) آپ کا کیا اسم شریف ہے؟

(ج) صادق۔

(س) آپ کا شغل کیا ہے؟

(ج) طبیہ کالج میں تعلیم پاتا ہوں۔

(عاصم) آپ سے ملکر ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے۔

(ج) مہربانی۔

اس کے بعد انہوں نے پھر اپنی وہی گفتگو شروع کردی۔ جس میں کہ میں آکر مخل ہوا تھا۔ میں نے بھی موقعہ غنیمت سمجھا۔ اور ان کے خیالات کی گہرائیوں میں اترنے کے لئے اس گفتگو کو نہایت غور سے سننے لگا۔

(۴)

(منظفر) بھائی مغربی تہذیب و تمدن تو دنیا کو کھائے جا رہا ہے۔ اس سے متاثر ہو کر اشرف المخلوقات نے اپنی پیدائش کے حقیقی مقصد اور غرض و غایت کو فراموش کر دیا ہے۔ بلکہ اسے خود اپنی حقیقت سے بھی ناآشنائی ہے۔ اور تو اور یہ نئی تہذیب و تعیش تو ہمارے سید و مولیٰ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کو بھی اپنی سیاہ چادر میں لپیٹے جا رہی ہے۔

(عاصم) ہاں بھائی اب تو مسلم اور غیر مسلم میں فرق کرنا بھی سخت مشکل ہو رہا ہے۔ نوجوانوں میں کوئی نشان بھی تو ایسا نہیں۔ جس سے ہم یہ پہچان سکیں۔ کہ کون ہمارا ہم مذہب ہے۔ اور کون نہیں۔ اگر ڈاڑھی مونچھ غائب ہے۔ تو سر پہ بھی پگڑی یا ٹوپی کی بجائے ہیٹ ٹکا ہوا ہے۔ وہ بھی سر پہ نہیں ٹھہرتا۔ بلکہ کبھی دائیں اور کبھی بائیں ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور اگر سر ننگا ہی ہے۔ تو عورتوں کی طرح بال سنوارنے میں بھی کمال کو محال تک پہنچانے کی کوشش کی ہوئی ہے۔ سوٹ کے بغیر کالج جانا ہتک تصور کیا جاتا ہے۔ اور باوجود ان سب باتوں کے یہ لوگ اپنے اس عقیدے پر مصر ہیں۔ کہ اب دنیا کو کسی مصلح اور پیشوا کی ضرورت نہیں۔ ہم خود ہدایت یافتہ ہیں۔ تم نے تو ابھی کچھ دیکھا ہی نہیں۔ اس نئی روشنی کا ستیاناس! بعض ہندوستانیوں پر تو اس نے اتنا اثر کیا ہے۔ کہ وہ بھی مغربیوں کی طرح اپنے بدن بلکہ اعضائے مخصوصہ کو ڈھانکنا بھی عیب خیال کرتے ہیں۔ اور مجلسوں میں ننگا ناچنا فخر سمجھتے ہیں۔

لیکن بھائی شکر ہے اس خالقِ کون و مکاں اور رحمان و رحیم خدا کا جس نے نئی زمانہ پھر چودہ سو سال کے بعد اس مغربی ظلمت اور مغربی عقائد کو کچلنے اور بھولے بھٹکے انسان کی ہدایت کے لئے مشرق سے ایک آفتاب طلوع کیا۔ جس آفتابِ جہاں تاب کی کرنیں ظلمت کے پردوں کو دن بدن چاک کرتی چلی جا رہی ہیں۔ اور وہ دن قریب ہیں۔ کہ خورشید مشرق اس آدمیت سوز تہذیب کو جلا کر خاکستر کر دیگا۔ اگر آج یہ گمراہ کن تمدن بظاہر ترقی پذیر ہے۔ اور اس کے متاثرین برسرِ عام انسانیت سوز حرکات کے ارتکاب کو فخر خیال کرتے ہیں۔ تو ضرور اس میں بھی کوئی راز اور حکمت مضمر ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمارا خدا ہم نوجوانوں کو جنہوں نے اس ماہتاب کی روشنی سے حصہ پایا ہے۔ یہ بتانا چاہتا ہے۔ کہ دیکھو ہم نے تم پر کتنا بڑا احسان کیا جو تم کو اس روحانی آفتاب کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہونے کی توفیق بخشی ہے۔ ورنہ تم بھی ایسے ہی مہذب ہوتے۔ جس تہذیب کو دیکھکر آج حیران ہو رہے ہو۔

دوسرے وہ مسبب الاسباب خدا ہم کو یہ نظارہ دکھاکر ہماری ان ذمہ واریوں کی طرف متوجہ کرانا چاہتا ہے۔ جو ہم پر اس روحانی نور سے منور ہونے کی وجہ سے عاید ہوتی ہیں۔ گویا بالفاظ دیگر اللہ تعالےٰ ہم سے یوں مخاطب ہے۔ کہ اے نوجوانانِ احمدیت اٹھو اپنی زندگیوں کا جائزہ لو۔ اور غور کرو۔ کہ ابھی تم نے کتنی مہمیں سر کرنی ہیں۔ یہ سب لوگ جنہیں دیکھ دیکھ کر تم حیران ہو رہے ہو۔ دن بدن گمراہی کے گڑھوں میں ہی قدم مارتے چلے جا رہے ہیں۔ ظلمتِ مغربیت "زین لھم الشیطان اعمالھم" کے ماتحت ان پر روشنی بن کر حملہ آور ہے۔ پس ڈرو۔ کہ تمہارے بھائی ظلمت کے دریاؤں میں ڈوبتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کو بچانا ہم نے تمہارے سپرد کر رکھا ہے۔ جلدی کرو۔ اور اپنے ان گمراہ بھائیوں کی باگ ڈور میری طرف پھیرنے کی کوشش میں لگ جاؤ۔ تا یہ بھی صراطِ مستقیم کا مزہ چکھ لیں۔ اپنی زندگی اسی مقصد وحید کے لئے وقف کردو۔ کہ میں نے اپنے نبی کے ذریعے تم میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایسی مشعل راہ دیدی ہے۔ جس کو اگر استعمال کیا جائے۔ تو ظلمتوں کے عمیق در عمیق سمندوں کو بھی خشک کر سکتی ہے۔

بس! ہمارا خدا اور ہمارا مقدس خلیفہ ہم سے یہی کچھ چاہتا ہے

منظفر۔ تب تو ہم پر بہت بڑی ذمہ واری عائد ہے۔ مگر بعض نوجوان ہم میں سے بھی تو ایسے ہیں۔ جو اس نور کے آگے سرنگوں ہونے کے باوجود مغربی اثر سے متاثر ہیں۔ اور ان اہم ذمہ واریوں کی طرف ان کو توجہ ہی نہیں ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ صرف زبان سے یا بیعت کے ذریعے احمدیت کی سچائی کا اقرار کافی ہے۔

عاصم۔ ہیں تو سہی! لیکن ان کو بیدار کرنا بھی تو ہمارا ہی کام ہے۔ ہر انسان میں بعض کمزوریاں ہوتی ہیں۔ اور بعض خوبیاں۔

منظفر۔ ابھی ہوسٹل کتنی دور ہے؟

عاصم۔ دیکھو وہ سامنے بائیں طرف 36 نمبر کوٹھی ہوسٹل ہی تو ہے۔ ابھی ہم ہوسٹل کے قریب پہنچے ہی تھے۔ کہ ان کے وہ دوست جنہیں وہ ملنے کو جا رہے تھے۔ دو اور نوجوانوں کے ہمراہ سائیکل پکڑے ہوسٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکل رہے تھے۔ جونہی کہ ان کے دوست نے ہمیں دیکھا۔ ان کے چہرے پر مختصر سی مسکراہٹ آئی۔ اور کچھ کھٹک گئے۔ مگر پھر نہایت متانت کے ساتھ آگے بڑھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سڑک پر ہی ملاقات ہوئی۔ عاصم صاحب نے ان سب سے میرا تعارف کرایا۔ کچھ وقت مزاج پرسی میں صرف کیا۔ اس کے بعد ان کے دوست جنہیں وہ "مبشر صاحب" کہہ کر پکارتے تھے۔ فرمانے لگے۔

"ہمارا تو ابھی سات بجے کے قریب ہمارے کالج کے ہال میں ڈیبیٹ ہے۔ جس میں مَیں بھی سپیچ کرونگا۔ چلیئے پہلے وہاں سے ہو آئیں"۔ چنانچہ ہم سب واپس چل پڑے۔ اور تھوڑی دیر میں گورنمنٹ کالج پہنچ گئے۔ ایک جگہ دیوار کے ساتھ ہم نے سائیکل رکھے۔ اور ہال کے باہر سات بجنے کا انتظار کرنے لگے۔

عاصم صاحب نے اپنے دوست سے ابھی رسمی گلہ و شکایت کرنی تھی۔ چنانچہ کھڑے کھڑے پھر ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

عاصم۔ کہیئے صاحب کیا حال ہے۔ غالباً ایک سال بعد ہی ملاقات ہوئی ہے۔

مبشر۔ نہیں بھئی۔ جلسہ سالانہ پر بھی تو تم ملے تھے۔

عاصم۔ اچھا تو! دوست "مبارک" ہو۔ تمہاری شادی کا حال روزنامہ "الفضل" میں پڑھا تھا۔ بلکہ اب تو سنا ہے۔ خانہ آبادی بھی ہو چکی۔ ہزار آرزوؤں کے بعد تمہاری شادی ہوئی۔ مگر ہم کو تم نے اس خوشی میں شریک نہ کیا۔

مبشر۔ کچھ گھبرا کر! معاف کرنا بھائی۔ ان دنوں مَیں عجیب کشمکش میں تھا۔ مجھے تمہارا خیال ہی نہیں آیا۔

عاصم۔ اچھا۔ خیر ہماری بھی باری آئے گی۔

عاصم۔ نماز کا وقت ہے۔ چلو پہلے نماز پڑھ آئیں۔

مبشر۔ بھئی ہم تو نماز جمع کریں گے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ادھر ہم نماز ادا کر رہے ہوں۔ اور ادھر میری باری آجائے۔ آپ کو کالج کے معاملات کا علم نہیں! اور اب تو وقت بھی تھوڑا ہے۔ کہیئے آپ کا کیا فتویٰ ہے۔

عاصم۔ نماز تو بہر حال مقدم ہے۔ ہاں (بقول مفسرین) اگر حضرت سلیمان باوجود نبی ہونے کے گھوڑوں کی زینت دیکھنے میں (صلوٰۃ وسطیٰ) کو بھلا سکتے ہیں۔ تو کیا ہم مغرب کی نماز مغربیت کی حقیقت معلوم کرنے میں صرف ایک آدھ گھنٹے کے لئے نہیں بھول سکتے۔

اتنے میں ہال کا دروازہ کھلا۔ اور ہم اندر داخل ہوئے۔ اور سٹیج کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ کالج کے طلباء حسب استطاعت سوٹ پہنے ایک ہاتھ میں رومال دوسرے میں سگریٹ سلگائے اور ننگے سر داخل ہو رہے تھے۔ ان کی یہ ہیئت دیکھ کر عاصم صاحب جھٹ بول اٹھے۔ کہ بھائی "مبشر" ان میں سے کوئی مسلمان بھی ہے۔

مبشر۔ آپ کا کیا خیال ہے۔

عاصم۔ مجھے تو ان میں سے ایک بھی مسلم نوجوان نظر نہیں آتا۔

مبشر۔ دیکھیئے۔ یہ جو ہمارے پیچھے والے بنچ پر بیٹھے ہیں۔ یہ سب مسلمان ہی تو ہیں۔

عاصم۔ اللہ اللہ! مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔ الٰہی مغربیت تیرے رسولؐ کی امت کو کچلے جا رہی ہے۔ خدایا! تو ان کی حالت پر رحم کر۔ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ٹھیک فرمایا تھا۔ کہ لتتبعنّ سنن من قبلکم شبراً بشبر و ذراعاً بذراع۔ یعنی میری امت کامل طور پر مغضوب علیہ گروہ میں شامل ہو جائے گی۔ اے قادر مطلق انہیں اس زمانے کے مسیحؑ کے قبول کرنے کی توفیق دے "مبشر صاحب" کوئی بھی تو شعار اسلامی ان میں ہم کو نظر نہیں آتا۔ جس سے انہیں پہچان سکیں۔

مبشر۔ تم ان میں مذہبی شعار تلاش کرتے ہو یہ تو خدا کی ہستی کے بھی منکر ہیں۔ مغربی محققین کا ان پر اتنا اثر ہے۔ کہ مسئلہ ارتقاء کی بحث میں آکر یہ اپنے آباؤ اجداد کی عزت کا بھی لحاظ نہیں کرتے۔ ان کو بندروں اور دوسرے جنگلی جانوروں کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔

عاصم۔ اچھا تو! تلاوت اور نظم خوانی کون کریگا

مبشر۔ کالج کی شریعت نے ان احکام کو منسوخ کر دیا ہے۔ یہاں کی مجلسیں اپنے آپ کو اس بات سے بالا سمجھتی ہیں۔ کہ وہ کارروائی شروع کرنے سے قبل خدا کا نام لے لیں۔ ان کے اکثر مذہب کو ایک لعنت تصور کرتے ہیں۔ صرف الارم بجتا ہے۔ اور کارروائی شروع ہو جاتی ہے۔

ان کی یہ بحث ابھی جاری تھی۔ کہ ایک نوجوان جو غالباً اس مجلس کا پریذیڈنٹ تھا۔ سٹیج پر آیا۔ اور گھنٹی بجا کر کہنے لگا۔ "Therefore the debate has been postponed"

جونہی کہ اس کے منہ سے یہ فقرہ نکلا۔ تمام ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

عاصم صاحب سے پھر رہا نہ گیا۔ اور تعجب انگیز لہجہ میں کہنے لگے۔ ہَیں! یہ کیا بات ہے؟

مبشر۔ چلیئے! ڈیبیٹ ملتوی کر دیا گیا ہے۔

عاصم۔ اور یہ تالیاں؟

مبشر۔ یہ تالیاں ان کا مجلسی نعرہ ہے۔ جس کو یہ داد خواہی کے موقعہ پر استعمال کرتے ہیں۔

عاصم۔ یہ کام تو ابدی شریعت میں عورتوں کے سپرد کیا گیا ہے۔ تف ہے ایسی تہذیب پر ؎

اٹھا کر پھینک دو ان کو گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

(باقی آئندہ)

(انڈین نیشنل کانگریس کے پریذیڈنٹ مولوی ابوالکلام آزاد کے چھوٹے بھائی مولوی ابوالنصر آزاد فاضل دیوبند نے فاروق میں شائع شدہ اپنے مضمون کے متعلق قادیان سے حق نگاری)

نوٹس

احباب فاروق کے نام سال رواں کے چندہ کے لئے وی پی ارسال کئے جائیں گے۔ امید ہے۔ کہ سب دوست وصول فرما کر فاروق کی اس نئے سال کی مشکلات کو دور کر دیں گے۔ اور فاروق کی امداد میں دریغ نہ کریں گے۔ اور جو دوست اسوقت وی پی وصول کرنا نہیں چاہتے۔ وہ بواپسی ڈاک اطلاع دیں۔